جب تک ہم توبہ نہیں کرتے......

جاوید چودھری

چند دن پہلے ایک باریش بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور چپ چاپ میرے سامنے بیٹھ گئے، اُن کی آنکھوں سے پریشانی، اُداسی اور مایوسی جھلک رہی تھی۔ میں نے ان سے پریشانی کا سبب پوچھا تو انھوں نے ایک سرد آہ بھری اور رک رک کر بولے ''گزشتہ برس حکومت نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف آپریشن شروع کیا تھا'' میں خاموشی سے سننے لگا، وہ بولے ''اس آپریشن کے دوران حکومت نے پہلے جامعہ پر فائرنگ کی پھر گولے پھینکے اور اس کے بعد چند موذی کیمیکلز اور گیسیں استعمال کی تھیں جن کے باعث ہزاروں بچیاں نہ صرف شہید ہوگئیں بلکہ ان کی نعشیں بھی شناخت کے قابل نہیں رہی تھیں۔'' وہ رکے اور دم لے کر دوبارہ بولے ''حکومت نے ان تمام نعشوں کو چپ چاپ اسلام آباد میں دفن کر دیا تھا، ان بچیوں میں میری بچی بھی شامل تھی۔ میں روز مانسہرہ سے اسلام آباد آتا ہوں، قبرستان جاتا ہوں اور ایک ایک کر کے تمام قبروں پر فاتحہ پڑھتا ہوں۔ میں سوچتا ہوں شاید یہ قبر میری بیٹی کی ہو یا پھر وہ قبر ہو یا پھر آخری قبر میں میری بیٹی سو رہی ہو۔'' وہ رُکے اور دوبارہ بولے ''میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے کوئی شخص مجھے میری بیٹی کی قبر کی نشاندہی کر دے لیکن افسوس اس زندہ شہر میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو میری یہ خواہش پوری کر دے۔'' باباجی کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ میں نے باباجی سے عرض کیا ''میں آپ کا دکھ سمجھ سکتا ہوں، میں آپ کے درد میں شریک ہو سکتا ہوں، میں آپ کو تسلی کے چند بول بھی دے سکتا ہوں، لیکن آپ کی بیٹی......'' میں فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ باباجی کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ میرے دل پر گرنے لگے۔ انھوں نے کندھے سے چادر کا پلو کھینچا، آنکھوں کو صاف کیا، ہاتھ میری طرف بڑھایا، ایک غم ناک آہ بھری اور بوجھل قدموں سے میرے دفتر سے باہر نکل گئے۔ باباجی چلے گئے، پیچھے میں تھا اور باباجی کے آنسو اور آہیں تھیں، میں سوچنے لگا کہیں یہ آنسو اور یہ آہیں اس ملک کے تمام مسائل کی بنیاد تو نہیں، کہیں یہ دکھے دل اور یہ زخمی سانسیں اس ملک کے بحرانوں کا اصل سبب تو نہیں ہیں۔

میں سوچنے لگا، اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں رزق کیوں کم کر دیا اور اس نے بجلی، گیس، پانی اور تیل کیوں اٹھالیا، میری سوچیں وسیع ہوتی چلی گئیں اور مجھے بچپن میں پڑھا ہوا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ہزاروں سال پہلے یہودیوں کی کسی بستی میں قحط پڑ گیا، بستی کی ساری زمینیں بنجر ہوگئیں، سارے جانور ایک ایک کر کے مر گئے، سارے درخت سوکھ گئے اور انسان

انسان کو کاٹ کر کھانے لگا۔ بستی کے لوگوں نے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعائیں کیں لیکن بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے دوسری بستیوں سے غلہ منگوایا لیکن اس غلے کو کیڑا لگ گیا، لوگوں نے نقل مکانی شروع کی تو انھیں کوڑھ کا مرض لاحق ہو گیا اور دوسری بستی کے لوگوں نے انھیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ بستی کے لوگ گلیوں اور بازاروں میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے موت بھی ان لوگوں سے روٹھ گئی ہو، قحط کے اس دور میں کسی نے مشورہ دیا ''فلاں گاؤں میں اللہ کا نبی رہتا ہے، چلو چل کر اس سے دعا کراتے ہیں۔'' بستی کے لوگ نبی کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے سامنے گڑگڑانے لگے، نبی کو ان پر ترس آ گیا اور انھوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے، ابھی نبی نے دعا شروع نہیں کی تھی کہ ان پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' آپ ان بدبختوں سے کہیں ان کی بستی میں میرا ایک مقرب بندہ رہتا ہے اور انھوں نے دو سال سے اس کا حقہ پانی بند کر رکھا ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے میرا بندہ بھوکا اور پیاسا رہے اور میں ان لوگوں کے دسترخوان آباد رکھوں۔ ان سے کہہ دیجیے جب تک میرے بندے کو روٹی، پانی اور دوا نہیں ملے گی اس وقت تک کوئی دعا، کوئی عبادت اور کوئی ترکیب ان کے کام نہیں آئے گی۔'' بستی کے لوگ واپس گئے، انھوں نے اللہ کے مقرب بندے سے معافی مانگی اور اسی شام بارش شروع ہو گئی، اس بستی کا قحط ختم ہو گیا۔

ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمارا ایمان ہے کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے سکھی، مطمئن، خوشحال اور پرسکون نہیں رہ سکتا اور ہم لوگ لمحۂ موجود میں انتہائی بے سکون، بدحال، غیر مطمئن اور ٹینس ہیں؟ سوال پیدا ہوتا ہے کیوں؟ اس کیوں کی کوکھ میں بابا جی جیسے سینکڑوں لوگوں کے آنسو، آہیں اور درد چھپا ہے اور جب سے وہ بزرگ میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، مجھے محسوس ہوتا ہے ہمارے ان تمام مسائل کی وجوہات لال مسجد اور مدرسہ حفصہ میں پیوست ہیں۔ حکومت نے ۳؍جولائی ۲۰۰۷ء کو اسلام آباد کی لال مسجد اور اس سے ملحقہ دارالعلوم حفصہ کا گھیراؤ کیا تھا، اس مدرسے میں یتیم بچیاں دینی تعلیم حاصل کرتی تھیں، ۳ سے ۱۰؍جولائی تک اس جگہ انتہا درجے کا ظلم ہوا، جس میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تین سے چار سو اور غیر سرکاری اندازے کے مطابق ایک ہزار بچیاں شہید ہو گئیں۔ یہ ایک ایسا اقدام تھا جسے آج پرانی حکومت کے عہدیدار بھی ظلم قرار دے رہے ہیں۔ چوہدری شجاعت حسین سے لے کر ڈاکٹر شیر افگن تک ماضی کے تمام حکمران اس اقدام کی مذمت کر چکے ہیں۔ لہٰذا مجھے محسوس ہوتا ہے، ہو سکتا ہے اس ظلم سے اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ناراض ہو گیا ہو اور ہمارے موجودہ حالات کی خرابی کی وجہ اللہ تعالیٰ کی یہ ناراضی ہو۔ آپ خود فیصلہ کیجیے، حکومت نے لال مسجد اور مدرسہ حفصہ کی بجلی کاٹ دی تھی، آج پورے ملک کی بجلی بند ہے۔ حکومت نے یتیم بچیوں کی خوراک کی سپلائی روک دی تھی، آج پورے ملک سے آٹا غائب ہے۔ حکومت نے لال مسجد کا پانی بند کیا تھا، آج ہمارے سارے ڈیم، سارے دریا اور ساری نہریں سوکھ چکی ہیں۔ حکومت نے مسجد کے گرد کرفیو لگایا تھا، آج پورا ملک صدر مشرف کی ایمرجنسی کے نتائج بھگت رہا ہے۔ عدالتوں نے مدرسے کی یتیم بچیوں کو انصاف نہیں دیا تھا، آج پاکستان کا پورا عدالتی نظام ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ حکومت نے مدرسے کا پٹرول

ٹینک اڑا دیا تھا، آج پورا ملک پٹرول کے شدید بحران میں مبتلا ہے۔ حکومت نے شہید بچیوں کے لواحقین کو احتجاج نہیں کرنے دیا تھا، آج پورے ملک میں احتجاج ہورہے ہیں۔ مدرسے کے اندر شہید بچیوں کی نعشیں جلادی گئی تھیں، آج ملک میں لوگوں پر پٹرول چھڑک کر آگ لگا رہے ہیں۔ حکومت نے اس ایشو سے امریکہ سے ڈالر لیے تھے، آج ہمارا روپیہ ڈی ویلیو ہوتا چلا جارہا ہے اور حکومت نے اس ظلم کے لیے فوج اور رینجرز کو استعمال کیا تھا، آج فوج کے تمام اعلیٰ افسر اور سنٹرز خود کش حملوں کا ٹارگٹ ہیں۔

ہم تھوڑا سا مزید آگے چلتے ہیں۔ یہ آپریشن صدر پرویز مشرف نے کرایا تھا، آج اس ملک میں صدر پرویز مشرف کی کیا پوزیشن ہے؟ اس آپریشن کی تحریری اجازت شوکت عزیز نے دی تھی، آج وہ شوکت عزیز کہاں ہے؟ اس آپریشن کے دوران مسلم لیگ ق کی حکومت تھی، آج وہ مسلم لیگ ق کہاں ہے؟ پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس آپریشن کے حق میں بیان دیا تھا، محترمہ کتنی بڑی ٹریجڈی کا شکار ہوئیں۔ مولانا فضل الرحمٰن اور ایم ایم اے نے یہ آپریشن رکوانے کی کوشش نہیں کی، آج ایم ایم اے اور مولانا فضل الرحمٰن کی کیا پوزیشن ہے اور مسلم لیگ ن کے قائد میاں نواز شریف نے مدرسہ کی بچیوں کی کھل کر حمایت نہیں کی تھی، قدرت نے انھیں بھی کھل کر حکومت نہیں دی۔ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا یہ تھیسس سو فیصد درست ہے، لیکن اس کے باوجود ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے امکان کو رد نہیں کر سکتے۔ چنانچہ میرا خیال ہے ہمیں اللہ تعالیٰ سے فوراً معافی مانگنی چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے ورنہ ہمارے مسائل میں اسی طرح اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

میرا خیال ہے اللہ تعالیٰ نے اس ملک کے حصے کی تمام نعمتیں مدرسہ حفصہ کی بچیوں کی قبروں میں دفن کردی ہیں اور جب تک ہم توبہ نہیں کرتے، ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں مناتے ہمیں یہ ساری نعمتیں واپس نہیں ملیں گی، ہم اس وقت تک آٹے، بجلی اور پانی کو ترستے رہیں گے۔ (مطبوعہ: روزنامہ ’’ایکسپریس‘‘ ۲۳ رمئی ۲۰۰۸ء)

☆☆☆

جناب سید منیر احمد شاہ مجلس احرار اسلام جرمنی کے امیر مقرر

مجلس احرار اسلام جرمنی کے احباب سے ضروری مشورہ کے بعد تنظیمی امور خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظم کرنے کے لیے جناب سید منیر احمد شاہ کو جرمنی میں مجلس احرار اسلام کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔ جب کہ جناب شیخ راحیل احمد، سید منیر احمد شاہ کی ضروری معاونت کریں گے۔